سورہ روم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ | ایت نمبر (۳۱-۳۲)

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ○ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا كُلُّ حِزۡبٍ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[7 صفر المظفر 1431ھ بمطابق 22 جنوری 2010]

عنوان

ماہ صفر تعلیماتِ اسلامیہ کی روشنی میں

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اثاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ

صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ○

معزز سامعین!

آج ہم قرآن اور سنت کی روشنی میں ماہِ صفر کے حوالے سے چند پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان گزارشات کو ہمارے لیے مفید اور مؤثر بنائے۔

حضراتِ گرامی قدر! ماہِ صفر اسلامی تقویم کے لحاظ سے سال کا دوسرا مہینہ ہے۔ یہ ماہ ہماری تاریخ میں کئی حوالوں سے اہم اور مبارک ہے۔ مثلاً:

☆ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف نبی کریم ﷺ کے سفر ہجرت کا آغاز 27 صفر 13 نبوی (15 اگست 621ء) کو ہوا۔ یہ سفر غلبۂ اسلام اور پہلی اسلامی ریاست کے قیام کا حرف آغاز ثابت ہوا۔

☆ 12 صفر 2 ہجری (4 اگست 623ء) کے روز مسلمانوں کو کفار کے ظلم و استبداد سے بچاؤ کیلئے جہاد بالسیف کی اجازت ملی، جس کے بعد مسلمان غزوۂ خندق میں اتحادی افواج اور بعد کے غزوات میں رومن ایمپائر اور دیگر عسکری قوتوں کے حملوں سے دفاع کرتے ہوئے محفوظ ہوئے۔

☆ ماہِ صفر سن دو ہجری میں سیدنا علیؓ اور سیدنا فاطمہؓ کے مابین نکاح ہوا۔ ماہِ صفر میں ہونے والا یہ نکاح کتنا مبارک ثابت ہوا اور اس رشتۂ ازدواج کی برکت سے نبی اکرم ﷺ کو کتنی راحت ہوئی، اوراق سیرت طیبہ اس پر گواہ ہیں۔

☆ اسی ماہ صفر (7ھ) میں سیدنا ابو ہریرہؓ (عبدالرحمن بن صخرہ) سمیت قبیلہ دوس کے ستری / اسی گھرانوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

☆ اسی ماہ صفر (8ھ) میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ دامن اسلام سے وابستہ ہوئے، جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے کھول دیے۔

☆ ماہ صفر (10ھ/مئی 631ء) یمنی قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

☆ اسی ماہ صفر (16ھ) میں کسریٰ کا قصرِ ابیض (White House) فتح ہوا۔

☆ ماہِ صفر (22ھ/دسمبر 642ء) آذربائیجان فتح ہوا۔

حضرات گرامی قدر!

☆ اسی ماہ صفر (99ھ) میں سیدنا عمرؓ بن عبدالعزیز برسر اقتدار آئے جن کا دور خلافت امن وامان اور عدل وانصاف کے حوالے سے خلافت راشدہ کے سنہری دور کی نمایاں جھلک ہوئے تھا۔

☆ اسی ماہ صفر (146ھ) میں بنو عباس کے دوسرے حاکم ابو جعفر منصور نے دریائے دجلہ کے مغربی جانب بغداد شہر کا سنگ بنیاد رکھا۔ وہ شہر بغداد جو بعد میں اسلامی تمدن وثقافت اور علم ودانش کا مرکز کہلایا۔

☆ اسی ماہ صفر، جی ہاں ماہ صفر (160ھ) میں خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ "خیزران" کا نکاح ہوا۔ یہ ایک کامیاب ترین شادی تھی۔ جو ماہ صفر میں ہوئی۔

اس ماہ صفر کے بارہ میں لوگوں کے ہاں طویل عرصہ سے کچھ ایسے بے بنیاد خیالات پائے جاتے ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔

معزز سامعین! لفظ "صفر" کے لغوی معنی "خالی ہونا" پیٹ کے کیڑے، اور یرقان کا مرض، وغیرہ ہیں علامہ سخاوی نے "المشہور فی اسماء الایام والمشہور (نامی کتاب) میں لکھا ہے۔

اہل عرب چونکہ اس ماہ میں سفر یا جنگ وغیرہ کیلئے گھروں سے نکل جاتے، اس لیے وہ کہا کرتے تھے۔

صفر المکان "مکان خالی ہوگئے"

دور جاہلیت میں صفر کا مہینہ منحوس سمجھا جاتا تھا، وجہ یہ تھی کہ اشہر حج (حج کے مہینوں) اور ماہ محرم الحرام میں قائم امن وامان یک دم ختم ہوتا، رکی ہوئی لڑائیاں شروع ہوجاتیں، لوگ گھر بار چھوڑنے لگتے، گھروں میں ویرانی چھا جاتی۔ یوں عرب حضرات کیلئے یہ ماہ منحوس بن جاتا۔ حالانکہ حقیقت میں اس ماہ کے اندر کوئی نحوست نہیں ہوتی تھی۔

حضرات گرامی! ہمارے دین کی تمام تر تعلیمات، انسانی معاشرہ میں مروج جاہلانہ خیالات کے بجائے قرآن وسنت سے ثابت قطعی نصوص کی ٹھوس بنیادیں رکھتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَدْ جَآئَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا

اسی طرح فرمایا: قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔[6]

اسلام نے ہمیں یہ عقیدہ دیا ہے کہ سال کے کسی ماہ، دن اور گھڑی میں کوئی نحوست نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی فرد یا افراد، کوئی جانور یا پرندہ کسی لحاظ سے منحوس نہیں ہے۔ ہمارے ہاں نیک فالی (ناموں وغیرہ میں) لینا درست ہے لیکن اشیاء، ایام یا افراد میں نحوست یا بد فالی کا نظریہ قرآن و سنّت کے خلاف ہے۔

سامعین محترم!

❁... نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ ہمارے لیے راہ نما ہے۔ آپ ﷺ کسی چیز سے نیک شگون تو لے لیتے لیکن بد شگونی کو آپ نے شرک جیسا جرم قرار دیا ہے۔

حضرت عروہ بن عامر قریشی بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے بد فالی کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی چیز نیک فال لینا ہے۔[7]

❁... حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کام کے لیے روانہ ہوتے تو آپ کو یہ سننا اچھا لگتا یا راشد "اے سیدھی راہ پر جانے والے!" "یَا نَجِیحُ" "اے کامیاب ہونے والے۔"[8] (نیز دیکھیے حاشیہ نمبر ۱)

حضرات!

میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اپنے بچوں کے نام اچھے رکھا کریں، ایسے نام جن کا مفہوم عمدہ ہو، کیوں کہ اچھے نام جب بھی آپ لیں گے وہ نیک فال ہوں گے۔ مثلاً آپ نے سعد نامی شخص کو جب بھی "اے سعد" کہہ کر پکارا تو یہ ایک دعا بھی ہوگی کیوں کہ سعد کے معنیٰ ہیں خوش بخت، اچھے نصیب والا۔ خود نبی اکرم ﷺ اچھے ناموں سے نیک فال لیتے اور برے ناموں کو ناپسند کرتے تھے۔ (دیکھیے حاشیہ نمبر ۲)

نئے نئے نام رکھنے کے شوق میں لغو اور بے ہودہ نام رکھنے سے گریز کریں۔ اچھے نام رکھیں تاکہ نام لیتے ہوئے آپ کے منہ سے بچوں کے لیے دعا نکلے۔

حضرات!

نبی اکرم ﷺ نیک فال کو اس لیے پسند فرماتے تھے کہ نیک فال سے شرحِ صدر اور تسکینِ قلبی حاصل ہوجاتی ہے۔ اور بد شگونی کو اس لیے ناپسند فرماتے تھے کہ یہ مشرکین کا مزاج تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَ لَهُ ثَلَاثًا۔[9]

"بد فالی ایک قسم کا شرک ہے یہ جملہ آپ ﷺ نے تاکیداً تین مرتبہ فرمایا"

حضرت قبیصہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ۔[10]

پرندوں کو اڑا کر عرب کے طریقے پر فال لینا، رمل کا عمل کرنا یا بد شگونی یہ سب شرکیہ حرکتیں ہیں۔ اسی طرح

اُمّ کُرز بیان کرتی ہیں کہ میں نے خود نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلٰى مَكِنَاتِهَا۔[11]

ترجمہ: "پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں بیٹھا رہنے دیا کرو (اور انہیں اڑا کر اچھی، بری فال نہ لیا کرو)

علمائے کرام نے تَطَیُّر کا مفہوم ان الفاظ میں ذکر کیا ہے: **(عربی عبارت کے لیے دیکھیے حاشیہ نمبر۳)**

ترجمہ: "تَطَیُّر کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ دورِ جاہلیت میں پرندوں پر اعتماد کیا کرتے تھے اگر کوئی کسی کام کے لیے نکلتا اور کسی پرندے کو دائیں جانب اڑتے دیکھتا تو اس سے نیک فال لیتے ہوئے اپنا کام جاری رکھتا، لیکن اگر پرندے کو بائیں جانب اڑتا دیکھتا تو بد شگونی قرار دیتے ہوئے کام سے واپس آجاتا تھا۔ وہ پرندہ جو دائیں جانب اڑتا دکھائی دیتا اس کا نام ان لوگوں نے سانح رکھا ہوا تھا۔ جب کہ بائیں جانب اڑتے پرندے کو بارح کہا کرتے تھے۔ یہ لوگ سانح سے نیک شگون اور بارح سے بد شگونی لیتے تھے۔ پھر کلمہ تطیّر ہر بد شگونی کے لیے بطور استعارہ استعمال ہونے لگا، چاہے وہ بد شگونی پرندے کے ذریعے ہوتی یا پرندے کے علاوہ کسی اور چیز سے "

معزز سامعین! نبی اکرم ﷺ نے بد شگونی لینے والے شخص کو اپنے پیروکاروں سے لاتعلق قرار دیا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔[12]

ترجمہ: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بد شگونی لے یا جس کے لیے بد شگونی لی جائے، اسی طرح جو شخص کسی نجومی اور قسمت کا حال بتانے والے، مستقبل کے بارے میں خبریں دینے والے کے پاس جائے یا اس کے لیے یہ کام کیا جائے، اسی طرح جو خود جادو کرے یا اس کے لیے جادو کیا جائے۔ جو شخص کسی مستقبل کا حال بتانے والے کے پاس گیا اور اس کی باتوں کو سچ جان کر ان پر یقین کر لیا تو اس نے (سیّدنا) محمد ﷺ پر نازل شدہ چیز کا ایک طرح سے کفر (انکار) کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "جس شخص کو کسی کام کے کرنے سے بد شگونی نے دور کر دیا یقیناً اس نے شرک کیا"۔[13]

آپ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں سے کوئی شخص سلامت نہیں اَلطِّيَرَةُ، وَالْحَسَدُ وَالظَّنُّ "بد شگونی، حسد اور بد گمانی "عرض کیا گیا پھر ہم کیا کریں؟

1. فرمایا: بد شگونی کا خیال دل میں آئے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے پھر بھی اپنے کام پر روانہ ہو جاؤ۔
2. حسد ہو جائے تو احساس ہوتے ہی اسے جاری نہ رکھو اس کے درپے نہ رہو۔
3. بد گمانی کو ختم کرو اس کی تحقیق کرنے نہ لگ جاؤ۔[14]

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا "بد شگونی شرک ہے" اور جو شخص بد شگونی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔[15]

حضرت رویفع بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بدشگونی کی وجہ سے اپنی مہم (کام) پر نہیں گیا وہ شرک کرنے سے آلودہ ہو گیا"۔[16]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک ارشادِ نبوی کے الفاظ ہیں: فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ[17]۔ ایسے شخص نے حضور اکرم ﷺ کی شریعت سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔

معزز سامعین! اسلام نے کسی فرد، دن یا کسی چیز کو منحوس سمجھنے اور براشگون لینے کی شدید مذمت کی ہے۔ قرآن نے بار بار یہ سمجھایا ہے کہ کسی بھی قوم میں نحوست کی وجہ قوم کے برے اعمال بنتے ہیں۔ نحوست جب بھی آتی ہے لوگوں کے مذموم اعمال کی وجہ سے آتی ہے۔ سورۂ اعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ "جب انہیں خوش حالی نصیب ہوتی ہے" قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ "کہتے ہیں یہ تو ہمارے لیے (ہمارے حسنِ انتظام کی وجہ سے) یقینی تھی" وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ "اور اگر انہیں کبھی کوئی تکلیف (خشک سالی، قحط وغیرہ) پہنچتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اہلِ ایمان رفقاء کی نحوست (نعوذ باللہ) قرار دیتے ہیں" اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ "جان لیجیے کہ ان کافروں کی نحوست کا سبب اللہ کے علم میں ہے (اور وہ ان کا ظلم و ستم اور بغاوت و شرارت ہیں)" وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ[18]۔ "لیکن ان کی اکثریت کو یہ حقیقت معلوم نہیں (ادھر ان کا دھیان نہیں جاتا)۔" **(نیز دیکھیے حاشیہ نمبر ۴)**

۞ ... قرآن نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ نعمت و مصیبت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ انہیں کسی فرد کی طرف منسوب کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔ سورۃ النساء میں ہے:

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ[19]۔

"انہیں اگر بھلائی کی کوئی بات پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ بھلائی اللہ کی جانب سے ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو کہتے ہیں یہ تکلیف تیری بدولت ہے آپ کہہ دیجیے یہ سب باتیں اللہ کی طرف سے ہوا کرتی ہیں"

نبی اکرم ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم (سلام اللہ علیہ) کے انتقال کے روز سورج کا گرہن ہونا اور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ "اس گرہن کا ابراہیم کی وفات سے کوئی تعلق نہیں یہ قدرت کی نشانی ہے" ہمارے لیے راہنما ہے۔[20]

محترم حضرات! قرآنِ کریم سے ہی یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ جن بعض ایام کو بعض اقوام کے لیے منحوس قرار دیا گیا ہے اس کی اصل وجہ بھی متعلقہ اقوام کے برے اعمال تھے۔ وہ ایام ان اقوام نے بداعمالیوں کی وجہ سے خود اپنے لیے منحوس بنا لیے ورنہ حقیقت میں ان دنوں میں کوئی نحوست نہیں تھی۔ سورہ حٰم سجدہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً "قومِ عاد کے لوگ غرور و تکبر کے نشے میں کہا کرتے تھے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟" اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً "کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ قوت و اختیار والا ہے" وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ "اس کے باوجود وہ ہماری نشانیوں / احکام

کا انکار ہی کرتے رہے۔ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾[21] "پھر ہم نے ان پر ان دنوں میں جو (ان کے حق میں) منحوس تھے تند و تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم انہیں اسی دنیوی زندگی میں سزا دیں اور آخرت کی سزا رسوائی کے اعتبار سے کہیں زیادہ ہے اور ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی"۔

۞... قوم عاد کے لیے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے منحوس ہو جانے والے ایام کا تذکرہ سورۃ الحاقہ میں ان الفاظ میں ہے: وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾[22] "قوم عاد ایسی تند و تیز ہوا سے ہلاک کر دی گئی جسے اللہ تعالیٰ نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر مسلط کیے رکھا"۔

اسی طرح سورۂ قمر میں اس قوم کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے: كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾[23] "قوم عاد نے (وقت کے نبی علیہ السلام کی تعلیمات کو) جھٹلایا، (اس جرم کی سزا کے طور پر) دیکھیے میری جانب سے کڑی سزا اور ڈرانا کیسا ہوا۔ ہم نے ان پر ایک مسلسل منحوس دن میں تند و تیز ہوا بھیجی"۔

حضرات! ان آیات میں ہفتے کے تمام ایام کو منحوس قرار دیا گیا ہے۔ یہ نحوست ان دنوں میں نہیں تھی ورنہ تو کوئی دن نحوست سے خالی نہیں رہتا۔ یہ نحوست ان لوگوں کی تعلیماتِ ربانی سے بغاوت و سرکشی اور تعلیماتِ نبویہ سے انحراف و انکار کی وجہ سے تھی ورنہ بذاتہ یہ ایام منحوس نہیں تھے۔

۞... اصل نحوست لوگوں کے برے اعمال ہوا کرتے ہیں۔ ارشادِ نبوی ہے: "ماتحتوں سے نیک سلوک کرنا سعادت اور ان سے بُرا سلوک کرنا نحوست ہے"۔[24] حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "بداخلاقی نحوست ہے"۔[25] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر نحوست کسی چیز میں پیدا ہونا ہو تو وہ چیز انسان کے دو جبڑوں کے درمیان ہوگی یعنی اُس کی زبان۔"[26]

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ایام کو منحوس سمجھنے کا نظریہ اختیار کرنا یہود کی سنّت قرار دیا ہے۔ (نیز دیکھیے حاشیہ نمبر ۵)

حضراتِ محترم! اسی طرح کچھ لوگ گھر، سواری یا بیوی کو منحوس سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ يَكُنْ مِنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ[27]

اگر واقع میں کسی چیز کے اندر نحوست ہوتی تو، سواری، بیوی اور گھر میں ہوتی۔ (نیز دیکھیے حاشیہ نمبر ۶)

گویا اس پہلو سے متعلقہ احادیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر نحوست کا حقیقت میں کوئی وجود ہوتا تو ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی لیکن نحوست کا چوں کہ واقع میں کوئی وجود نہیں ہے لہٰذا ان چیزوں میں بھی کسی طرح کی کوئی نحوست نہیں ہے۔

معزز سامعین! قرآن وحدیث کے بیان کردہ دلائل سے یہ بات بہت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ ہمارے دین میں کسی ماہ، دن یا گھڑی یا کسی فرد، افراد، قوم، اقوام، جانور یا پرندے کو منحوس سمجھنا اور کسی ماہ کو "خالی کا مہینہ" قرار دے کر نکاح، شادی اور ولیمہ جیسے مسنون اعمال کے لیے نامناسب سمجھنا قطعاً درست نہیں بلکہ سراسر جہالت ہے۔

۞ . . . ماہ صفر کو "خالی کا مہینہ" اور "تیرہ تیزی کا مہینہ" کہا جاتا ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ ماہِ صفر کے لیے یہ نام ملکہ نور جہاں نے تجویز کیے تھے جو ایرانی مذہبی کلچر کی پیرو تھی۔[28] (شاید فاتح ایران حضرت عمرو بن العاص کی ماہِ صفر ۸ھ (۶۲۹ء) میں دامنِ اسلام سے وابستگی اہلِ ایران کے ہاں بدشگونی متصور ہوتی ہو)

ہمارے ہاں عوام میں مشہور ہے کہ صفر کا مہینہ بلاؤں کے نزول کا مہینہ ہے۔ تمام سال میں دس لاکھ اسّی ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے نولاکھ بیس ہزار خاص صفر کے مہینے میں نازل ہوتی ہیں، معلوم نہیں لوگوں نے یہ گنتی کیسے کرلی ہے۔ اس قسم کی باتیں سراسر جھوٹ اور بے بنیاد ہیں۔

۞... اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے ماہِ صفر کا نام لے کر اسے منحوس سمجھنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ[29]

"کوئی مرض (بغیر حکم ربانی کے) متعدی نہیں ہوتا، اور نہ اُلو کی وجہ سے نحوست ہوتی ہے اور نہ کوئی ستارہ بارش لاتا ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے"۔

ھامۃ کا ایک مفہوم یہ مشہور ہے کہ جس مقتول کا قصاص نہ لیا جائے اس کی روح اُلو کی شکل میں پکارتی پھرتی ہے کہ "میرا قصاص لیا جائے میں پیاسی ہوں"۔[30]

۞... اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ[31]

مرض کا کسی سے کسی کو (بغیر اذنِ الٰہی) لگ جانا، صفر کو منحوس سمجھنا اور غول بیابانی سب محض خیالات ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

۞... غول بیابانی سے مراد یہ خیال ہے کہ جنات میں سے شرارتی جن مختلف شکلیں اختیار کر کے لوگوں کو راستوں سے بھٹکاتے یا ہلاک کر دیتے ہیں۔ یہ سوچ خلافِ حقیقت ہے۔

۞... بعض علماء کی رائے میں غول صرف وہ انسانی خیالات ہیں جو حالتِ خوف میں مُتشکّل ہو کر انسانوں کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔[32]

۞... سیدنا ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ : حِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ "جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" کوئی مرض (بغیر حکم ربانی) متعدی ہوتا ہے نہ ماہِ صفر منحوس ہے اور نہ ہی الو کی وجہ سے نحوست ہوتی ہے"۔ تو اس پر فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ (وَفِي رِوَايَةِ إِبِلِي) تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَجِيءُ الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ فِيهَا فَيُجْرِبُهَا كُلَّهَا قَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ "ایک دیہاتی صاحب بولے یارسول اللہ اونٹوں کا کیا معاملہ ہے وہ ریگستان میں ہرن کی طرح (عمدہ، خوبصورت اور صحت مند) ہوتے ہیں پھر ان کے ریوڑ میں کوئی خارش زدہ اونٹ آملتا ہے جو ان سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے"۔

آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: (اچھا یہ بتاؤ) پہلے اونٹ کو خارش کس کے ذریعے سے لگی ؟(اس پر دیہاتی لاجواب ہو گیا)۔[33]

حضرات! ان احادیث میں سمجھائی جانے والی حقیقت یہ ہے کہ کسی بیماری میں بذاتِ خود کوئی طاقت نہیں کہ وہ بغیر اذن الٰہی کے کسی دوسرے فرد کو لگ جائے۔ ہاں وبائی امراض اللہ تعالیٰ کے اذن سے سبب کے درجے میں ایک دوسرے کی طرف منتقل ہو سکتے ہیں۔ یہ بات شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں۔ لہٰذا موثر بالذات اللہ تعالیٰ کو سمجھتے ہوئے احتیاطی تدابیر کے درجے میں وبائی امراض سے بچاؤ اختیار کرنا درست ہے۔ بلکہ بعض ارشادات نبویہ میں ایسی حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ۔[34]

ایک کی بیماری (بغیر اذنِ ربانی) دوسرے کو نہیں لگتی، بدفالی، نحوست اور ماہِ صفر کو منحوس کہنا درست نہیں اور جذام کی بیماری والے سے ایسے بچو اور پرہیز کرو جیسے شیر سے دور بھاگتے ہو۔ **(نیز دیکھیے حاشیہ نمبر ۷)**

۞... البتہ لوگوں کے اعتقادات کو درست رکھنے اور باطل افکار کے ردّ کے لیے نبی اکرم ﷺ نے جذام کی بیماری میں مبتلا ایک شخص کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ اپنے برتن میں کھانے میں شریک کرتے ہوئے فرمایا: كُلْ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ۔[35] "تم میرے ساتھ کھاؤ، میں اللہ پر بھروسہ اور اسی پر توکل کرتا ہوں"۔

حضرات! وبائی امراض سے بچاؤ کی تدبیر بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ) إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ (بِالطَّاعُونِ) فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهَا"[36] جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون کی بیماری پھیلی ہوئی ہے تو تم وہاں مت جاؤ اور اگر یہ بیماری ایسے علاقہ میں ہو جہاں تم رہ رہے ہو تو اس بیماری سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے، علاقہ سے باہر نہ نکلو (شاید اس لیے روکا گیا ہو تاکہ وبائی جراثیم نہ پھیلیں)۔

حضراتِ گرامی! ہمارے ہاں صفر کے مہینے کے بارہ میں کئی روایات مشہور ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ صَفَرٍ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ۔[37]

ترجمہ: "جو شخص مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی اچھی خبر دے گا میں اسے جنت کی بشارت دوں گا"

یہ روایت لوگوں کی گھڑی ہوئی ہے۔ یہ ارشادِ نبوی نہیں ہے۔ امام حسن بن محمد الصّنعانی اور الشیخ الفقیہ ملّا علی قاری رحمہم اللہ نے اس روایت کو موضوعات یعنی گھڑی ہوئی روایات میں شمار کیا ہے۔[38]

لہٰذا ایسی گھڑی ہوئی روایات پر عقائد کی بنیاد کیسے رکھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ایک روایت معروف ہے۔ يَوْمُ الْأَرْبَعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ "بدھ کا روز ہمیشہ کے لیے انتہائی منحوس دن ہے" یہ روایت بھی موضوع ہے۔[39]

غالباً اسی روایت کی بنیاد پر برصغیر میں آخری چہار شنبہ، یعنی صفر کا آخری بدھ بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غسلِ صحت فرمایا تھا اور سیر و تفریح کے لیے نکلے اور چوری تناول کی تھی۔ اسی لیے سادہ لوح مسلمان مرد اور عورتیں اس دن باغات اور سیر گاہوں میں جاتے ہیں اور شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے۔

حالانکہ تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے لکھا ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو آپ ﷺ کے مرض الوفات کا آغاز ہوا۔

مشہور مؤرخ ابن سعد لکھتے ہیں: "چہار شنبہ ۲۸ صفر کو رسول اللہ ﷺ کے مرض کا آغاز ہوا"[40]

سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں: "اس حساب سے علالت کا آغاز چہار شنبہ (بدھ) سے ہوتا ہے"[41]

۞... برصغیر پاک و ہند کے ایک ممتاز فقیہ عالمِ دین لکھتے ہیں: "آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور سیدِ دو عالم ﷺ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرضِ اقدس جس میں وفات ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے"۔[42]

۞... اسی طرح برصغیر کے ایک اور معروف عالم دین لکھتے ہیں: "ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح اور شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا، لوگوں نے جو باتیں بنائی ہوئی ہیں سب خلافِ واقعہ ہیں۔[43]

۞... اسی طرح برصغیر پاک و ہند کے ایک اور ممتاز فقیہ عالمِ دین لکھتے ہیں: "آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن میں جناب رسول اللہ ﷺ کو شدّتِ مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ اب جاہل ہندیوں میں رائج ہوگئی ہے"۔ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا۔[44] (نیز دیکھیے حاشیہ نمبر ۸)

بلکہ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ، (پنجاب یونیورسٹی) میں لکھا گیا ہے کہ آخری چہار شنبہ یہودیوں اور ایرانی مجوسیوں کی رسم ہے جو ایران سے منتقل ہو کر ہندوستان میں آئی اور یہاں کے بے دین بادشاہوں نے اسے پروان چڑھایا۔[45]

محترم سامعین! لوگ جب اپنے خالق سے ڈرنا چھوڑ دیتے ہیں تو مخلوق کا ڈر ان کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ پھر جانوروں، پرندوں سے ڈرتے ہیں۔ طوطے سے فال نکلواتے ہیں۔ اخبارات میں شائع شدہ کالم "آپ کا ہفتہ کیسے گذرے گا؟" پڑھ کر اس کے مطابق پروگرام ترتیب دیتے ہیں، قرآن مجید سے فال نکالتے ہیں۔ حالانکہ لَا یُؤْخَذُ الْفَالُ مِنَ الْمُصْحَفِ۔[46] نسخہ قرآن سے فال نہ نکالی جائے۔

۞... بعض حضرات پتھروں (فیروزہ، عقیق، زمرّد وغیرہ) کو انسانی زندگی پر اثر انداز سمجھتے ہیں۔ کالا کُتّا یا کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو سفر کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ محبوب کریم ﷺ کا فرمان ہے ذَالِكَ شَیْءٌ یَجِدُہٗ اَحَدُکُمْ فِیْ نَفْسِہٖ فَلَا یَصُدَّنَّکُمْ۔[47] اس طرح کی باتیں محض تمہارے دل کا وسوسہ اور وہم ہوتی ہیں۔ یہ وسوسہ اور وہم تمہیں ہرگز تمہارے کام سے نہ روکے۔

۞... بعض علاقوں میں لوگ میت کے لیے گھر سے چارپائی اس لیے استعمال نہیں کرتے کہ ایسی چارپائی واپس گھر میں آکر گھر کے کسی اور فرد کو قبرستان لے جائے گی۔ لہٰذا چارپائی مسجد سے لائی جائے تاکہ اگر لے کر بھی گئی تو مولوی صاحب کو ہی لے جائے گی۔

۞... کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جس گھر میں تیتر ہو یا اونٹ کی ہڈی دبادی گئی ہو وہاں شیطان اور جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

۞... بعض لوگ دوسرے گھروں میں لڑائی کرانے کے لیے سہ "خارپُشت" کے کانٹے پھینک دیتے ہیں۔

۞... کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہتھیلی میں خارش ہو تو پیسے آتے ہیں۔ پاؤں کے تلوے میں خارش ہو تو سفر پیش آتا ہے۔

۞... کچھ لوگ آنکھیں پھڑکنے سے اچھی یا بُری تعبیر لیتے ہیں۔

۞... بعض کام پر جاتے ہوئے لوگوں کو اگر پیچھے سے کوئی بلالے تو اسے بدشگونی سمجھتے ہیں۔

۞... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کُتّے کے رات کو مخصوص انداز سے ڈراونی آوازیں نکالنے سے وبا اور بلی کے مخصوص آوازیں نکالنے سے موت آتی ہے۔

۞... بعض علاقوں میں رات کو جھاڑو دینا، ناخن کاٹنا، یا آئینہ دیکھنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔

۞... بعض عورتیں تین، تیرہ اور تئیس تاریخ کو بھاری سمجھتی ہیں۔

۞... بعض جاہل اپنے بچوں کے لیے انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کے ناموں کو بھاری سمجھتے ہیں۔

۞... کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آج صبح کسی منحوس کا چہرہ دیکھا ہے اس لیے کام نہیں ہوا۔

۞... کچھ لوگ دریاؤں کے پُلوں سے گذرتے ہوئے دریاؤں میں پیسے پھینکنے کو رد بلا کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۞... کچھ لوگ شادی کے موقع پر دلہن کو قرآن کریم کے نسخے کے نیچے سے گذارتے ہیں تاکہ آئندہ مصائب سے بچی رہے۔ حالانکہ اس دوران اکثر کام قرآنی تعلیمات کے خلاف کر رہے ہوتے ہیں۔

۞... بعض لوگ شادی کے موقع پر دلہن کے گھر آنے پر رد بلا کے لیے گھر کے دروازے کے دونوں طرف تیل ڈالتے ہیں۔

۞... بعض گھروں میں نماز پڑھتے ہی جائے نماز کا کونہ فوراً الٹ دیا جاتا ہے، ان کا خیال ہے کہ "ورنہ شیطان مصلّے پر نماز پڑھنے لگ جاتا ہے"۔

۞... کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص غیر شادی شدہ فوت ہو جائے اس کی نمازِ جنازہ درست نہیں اسی لیے کہتے ہیں "بھئی شادی کر کے اپنا جنازہ جائز کر لو"۔

۞... بعض عورتیں کہتی ہیں "دو بھائیوں یا دو بہنوں کی اکٹھی شادی نہ کی جائے ورنہ ایک کا گھر اُجڑ جائے گا"۔ اکھٹے، ایک ساتھ

۞... بعض لوگ جمعہ کے روز عید کا دن آجانے کو حکمرانوں کے لیے منحوس سمجھتے ہیں۔

۞... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دو چاندوں کے درمیان شادی کرنا درست نہیں۔ حالانکہ سال کا کونسا دن ہے جو دو چاندوں کے درمیان نہیں ہوتا۔

اسی طرح کی بہت ساری باتیں محض جاہلانہ خیالات اور ہندو کلچر سے مسلمان معاشرہ میں رائج ہو جانے والی بے بنیاد باتیں ہیں۔ ہمارے دین میں کسی دن، کسی ہفتے، کسی مہینے کو منحوس سمجھنا اور اسی طرح کے دیگر توہمات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر یقین رکھنے والی امّت ہیں۔ اور ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ○[48]۔

آخر میں آپ سے کہوں گا کہ اگر کبھی کسی چیز سے بدشگونی کا خیال آئے تو یہ دعا پڑھ لیا کریں: اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ[49]۔ "اے اللہ کسی طرح کی کوئی نحوست نہیں ہوتی مگر وہ جو آپ کی طرف سے (ہماری بدعملیوں کی وجہ سے) آئے اور کوئی خیر حاصل نہیں ہو سکتی مگر وہی جو خیر آپ عنایت فرمائیں اور (اے کریم) تیرے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں"۔

۞... اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے ایک اور دعا بھی سکھائی ہے، حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنُهَا الْفَالُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ[50]۔

ترجمہ: "رسول اکرم ﷺ کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان باتوں میں سب سے اچھی چیز نیک فال لینا ہے اور بدشگونی کسی مسلمان کو کوئی کام کرنے سے نہ روکے، چنانچہ جب تم میں سے کوئی کسی ناگوار چیز کو دیکھے تو یہ دعا پڑھ لیا کرے اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ "اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں پہنچاتا اور تیرے سوا کوئی نقصان دہ چیزوں کو دور نہیں کرتا۔ برائیوں سے بچاؤ اور نیکی بجالانے کی طاقت تیری توفیق کے بغیر ممکن نہیں"۔

یہ دعائیں یاد کر لیجئے اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذاتِ عالی کا یقین اور توکل نصیب فرمائے اور ہر طرح کی توہم پرستی، بدشگونی اور جاہلانہ خیالات سے محفوظ فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○